(مولانا عبدالماجد دریا بادی)

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

''میں شہادت دیتا ہوں کہ انسان بھائی بھائی ہیں۔''

جس کے منہ سے یہ سندر بول نکلے تھے، آج اس کی پیدائش کا دن ہے۔ اسی نے آکر دنیا کو یہ پیغام دیا تھا۔ بتایا تھا کہ نسل کی، جلد کی، رنگ کی یا وطنی تقسیم کی بناء پر کسی سے جنگ کرنا یا کسی کو حقیر اور ذلیل سمجھنا حماقت ہے۔ یہ ساری چیزیں غیر اختیاری ہیں۔ انسان کے کردار کا، اس کے شرف اور عظمت کا، ان سے کیا سروکار، اور اسی نے آکر یہ منادی کی تھی کہ:

الخلق عیال اللّٰہ

مخلوق تو ساری، اللہ کا کنبہ ہے۔

فاحبہ الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ

تو مخلوق میں، اللہ کی نظر میں محبوب ترین وہی ہے جو اس کنبہ کے ساتھ بہترین سلوک سے پیش آئے۔

مہر و محبت کے اس پیامبر کو، شفقت والفت، ہمدردی و انسانیت کے اس سچے پیام رساں کو ''رحمت عالم'' نہ کہیے تو آخر کہئے کیا؟

آج اس کی پیدائش کا دن ہے جس نے اپنے پیروؤں کو ہدایت کی تھی کہ حکمت و دانش تو تمہاری کھوئی ہوئی چیز ہے تو تم جہاں کہیں بھی پاؤ اپنی ہی چیز سمجھ کر حاصل کرلو اور اس وہم میں نہ پڑے رہو کہ یہ غیروں کی ہے، اسے ہم ہاتھ کیسے لگائیں۔ اور ہاں اسی نے یہ ہدایت بھی تو کی ہے کہ علم و دانش کی تحصیل سے غافل نہ رہو، یہ ہدایتیں آج بھی ایک دینی پیشوا کی زبان سے ایک حد تک نئی معلوم ہوتی ہیں اور پھر چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ دنیا مختلف چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں اور ٹولیوں میں بٹی ہوئی تھی اور ایک دوسرے کے خلاف نسلی اور وطنی تعصبات کی سنگین دیواریں اٹھی ہوئی تھیں، اس وقت عام رواداری اور عالمگیر انسانیت کی تعلیم عرب کے ایک امی کی زبان سے بجائے خود ایک معجزہ تھی۔ آج اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد منانے کا دن ہے جس کا فرمان ہے:

من لا یرحم لا یرحم

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا وہ خود رحم سے محروم رہے گا۔

شفقت و مہربانی کا یہ حکم کسی قبیلہ یا قوم کے ساتھ محدود نہیں، بلکہ نوعِ انسان کے لئے ہے اور نوعِ انسان بھی کیوں کہئے، یوں کہیئے کہ ساری مخلوق خدا کے لئے ہے۔ جس میں چرندے اور پرندے گھوڑے اور گدھے، کتے اور بلی، کبوتر اور مرغی سبھی شامل ہیں۔ اور بعض حدیثوں میں تو نام لے لے کر بعض بے زبان

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر بشارتیں آئی ہیں۔ عمل اس تعلیم پر ہو جائے تو آج ضرورت نہ کسی "انجمن برائے انسداد بیرحمی برحیوانات" کی رہ جائے اور نہ کسی گھوڑے کی چابکوں سے چھلی ہوئی پیٹھ دیکھنے ہی کو مل پائے۔

آج اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد ہے جس کی لائی ہوئی آسمانی کتاب کا پہلا سبق تھا کہ اللہ کا تعلق ربوبیت سارے ہی عالم ومافی العالم سے ہے۔ وہ خدا پروردگار قریشی کا نہیں، قوم عرب کا نہیں، گوروں کا نہیں، کالوں کا نہیں، مشرقیوں مغربیوں کا نہیں، بلکہ نیکوں اور بدوں، بڑوں اور چھوٹوں، سرداروں اور زیردستوں، شہزوروں اور کمزوروں، انسانوں اور جانوروں، سب ہی کا پروردگار ہے۔ ننھی سے ننھی، بے حقیقت مخلوق، پتھر کے کیڑے تک کی پرورش کرنے والا، اس کو اس کے کمالات کی طرف چلانے والا، وہی ایک ہے..... اخوت انسانی بلکہ ساری نظام کائناتی کی وحدت کی تعلیم اس سے زیادہ مؤثر ودل نشین انداز میں اور کیا ہو گی؟

اس نور نبوت نے جب اجالا شروع کیا ہے تو دنیا طرح طرح کی تاریکیوں اور گھرے گھرے اندھیروں میں لپٹی ہوئی تھی۔ جہالت نے ایک خدا کی خدائی میں ساجھے دار خدا معلوم کتنوں کو بنا دیا تھا اور مصلح برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظیم الشان اصلاحوں کا سنگ بنیاد اسی عقیدۂ توحید کو رکھا۔ اس نے بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ربط براہ راست قائم کر دیا۔ درمیانی واسطوں کو مٹایا اور دلوں اور دماغوں کا سہارا ماسوا کی طرف سے چھڑایا۔ اور عقیدہ کی ان بنیادی اصلاحوں کے معاً بعد وہ عملی زندگی کے سنوارنے اور سدھارنے میں لگ گیا۔ اور وہ قانون اور ضابطے اس نے اپنے اللہ کے حکم سے پیش کئے جو ایک طرف فرد کو سدھارتے گئے تو دوسری طرف سوسائٹی یا معاشرہ یا سماج کا اخلاق بھی نکھارتے گئے۔

شراب عرب سوسائٹی کا جزو اعظم تھی۔ ان کے اونچے طبقہ کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ دوستوں کی مجلس میں، برادری کی کسی دعوت میں، خاندان کی کسی تقریب میں، پیمانہ کی گردش اور جام کے دور کے بغیر بھی زندہ دلی باقی رہ سکتی ہے۔ اسی مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یہ عادت چھڑائی اور جو ابھی کل تک شرابی اور بلانوش تھے، انہیں دم کے دم میں پاکباز، محتاط، تہجد گزار بنا دیا۔ جنگ جوئی، خونریزی، نبرد آزمائی گویا عرب کے خمیر میں داخل تھی۔ برسوں سے نہیں، صدیوں سے قبائلی اور خاندانی رقابتیں چلی آتی تھیں، اور عداوتیں گویا وراثت میں ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی اس کینہ کو ہر سینہ سے دھویا۔ اور جہاں بغض و نفرت کی بھٹیاں دہک رہی تھیں وہاں میل اور محبت کے پھول کھلا دیئے۔ یہ معجزہ تنہا عرب ہی کے لئے نہیں ہوا۔ عدل، خدا ترسی اور ادائے حقوق کے قانون ایسے تعلیم کر دیئے کہ ان پر عمل ہو تو آج بھی سارا عالم آتش کدہ سے گلزار میں تبدیل ہو جائے۔

سود در سود کے چکر سے دنیا جن مصیبتوں میں گرفتار چلی آرہی ہے وہ سب پر روشن ہے۔ غریبوں کا

خون چوسنا اور اپنے اندر بجائے ہمدردی و شفقت کے سنگدلی اور بے دردی کے جذبات کو پرورش کرتے رہنا، سود خوار غریب کی قسمت کا نوشتہ ہے۔ اور پھر دنیا میں جو بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ سوچ کر دیکھئے کہ اگر بڑے بڑے سودی قرضے نہ ملتے تو یہ ہولناک اور انسانیت سوز جنگیں کبھی واقع ہو سکتی تھیں؟ دنیا کے اس سچے رہبر اور دین حق کے پیمبر نے انسانیت کی اس دکھتی ہوئی رگ کو پکڑا، اور اپنی شریعت کے ذریعہ اس کا پورا قلع قمع ہی کر کے چھوڑا یہ شرح سود ہلکی ہو یا بھاری، سودی معاملات کی ہر شکل اور ہر درجہ کو اس نے حرام ہی قرار دے دیا کہ بغیر اس حرمت کلی کے اس عذاب سے نجات پانا ممکن ہی نہ تھا۔

فحش و بدکاری کی وبا بھی دنیا پر ہمیشہ مسلط رہی ہے، مصر، یونان، روما کے بڑے بڑے حکیم اور فلسفی اس سے پیش نہ پا سکے بلکہ بہت سے تو خود ہی اس کا شکار ہو گئے۔ گندی شاعری، گندی مصوری، گندی نقاشی، گندے ناچ رنگ، یہ سب اس کے لوازم طرح طرح کی دلکشی اور رغبت افزا ناموں کے ساتھ رہے ہیں۔ محمد ابن عبداللہ کی لائی ہوئی شریعت نے ان ساری سڑی ہوئی لاشوں کے چہروں سے رنگین و خوش نما نقاب نوچ نوچ کر الگ کر دیئے اور ہر گندگی کی بیخ کنی بقدر اس کے مفسدہ کے کر دی۔

ان پیمبر میں اور وصف جو تھے وہ تو تھے ہی، ہزاروں کمالوں کا کمال یہ تھا کہ آپ حقیقت پسند (REALIST) اعلیٰ درجہ کے بلکہ بے نظیر تھے۔ آپ کی نظر عرفان ہمیشہ حقائق ہی پر رہتی تھی اور آپ کی شریعت نے احکام جتنے بھی دیئے ہیں وہ نہ شاعرانہ خیالی سبز باغ ہیں اور نہ فلسفیانہ وہمی نظریے ہیں، بلکہ تمام تر انسان کے کام آنے والی حال و مستقبل دونوں میں عملی ہدایتیں ہیں۔

عورت کے حق میں دنیا عموماً افراط و تفریط ہی سے کام لیتی آئی ہے۔ کبھی وہ گھٹائی گئی تو اتنی کہ جیسے اس کا شمار ہی دائرہ انسانیت میں نہیں اور کبھی بڑھائی گئی تو ایسی کہ جیسے مرد اس کے محکوم اور تابع ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اس کا صحیح مرتبہ قائم کیا اور بتایا کہ عورت کسی حال میں مرد کی باندی نہیں بلکہ اس کی ماں ہے، بہن ہے، بیٹی ہے، بیوی ہے اور ہر رشتہ میں اپنے خاص خاص حقوق رکھتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ذمہ خاص خاص فرائض بھی باپ کے، بھائی کے، بیٹے کے، شوہر کے لئے ہیں۔

غلاموں کو ایک دنیا ذلیل سمجھتی آ رہی ہے۔ لفظ غلامی ذلت و پستی کا مرادف بن گیا تھا۔ اس نبی نے آ کر اس لعنت کو بھی دور کیا اور غلاموں کو انسانی حقوق ہی میں شریک نہیں کرایا بلکہ عملاً غلاموں اور آقاؤں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ چنانچہ ان نام کے غلاموں کی اگر فہرست تیار کی جائے تو ان میں نہ صرف امیر و وزیر، سپہ سالار اور بہادر شاہ تک نظر آئیں گے، بلکہ بہت سے نام دینی پیشواؤں، فقہ و حدیث اور تفسیر کے عالموں کے بھی مل جائیں گے۔

ضعیفوں، مسکینوں، اپاہجوں، یتیموں، بیماروں کے ساتھ حسن سلوک اور مدارات کی جو ہدایتیں اس ہادی کی لائی ہوئی کتاب اور خود اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ملتی ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ جمع کی

جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ نمونہ کے طور پر اس وقت ایک حدیث مبارک کا خلاصہ سن لیجئے:
قیامت کے دن خدا اپنے بندے سے ارشاد کرے گا کہ:
"میں بیمار ہوا تم نے میری خبر نہ لی۔ میں بھوکا رہا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا"
بندہ حیرت سے عرض کرے گا:
"الہ العالمین! یہ کیونکر...... تیری ذات پاک تو ہر بیماری اور بھوک سے بالاتر ہے"
ارشاد ہو گا کہ "فلاں بیمار کو تو دیکھتا ہوا چلا گیا، وہ ہم ہی تھے---- فلاں بھوکا تیرے علم میں آیا تھا، وہ ہم ہی تھے......!"

حق یہ ہے کہ آپ کی نبوت پر اور جتنے دلائل ہیں بالفرض وہ سب معدوم ہو جائیں اور آپ کی شریعت کے صرف وہی حصے باقی رہ جائیں جو عام خلائق اور اس کے مختلف طبقوں کے ساتھ ہمدردی، محبت اور سلوک پر مشتمل ہیں تو تنہا یہی چیز آپ کی نبوت کے اعجاز کے لئے کافی دلیل بن سکتی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو سرے سے حرام قرار نہیں دیا بلکہ اسے بعض حالات میں جائز اور بعض حالات میں واجب بھی بنا دیا۔ البتہ اس پر قیدیں بڑی بڑی سخت لگا دی ہیں اور جہاد کو بجائے نفس پرستی یا ستم رانی کے ایک اعلیٰ درجہ کا مجاہدۂ نفس اور بہترین آلۂ دفع ظلم کا بنا دیا۔

اسی طرح اس نے دنیا جہان کے مجرموں، چوروں، ڈاکوؤں، خونیوں، شرابیوں، جواریوں، کے ہاتھ میں عفو عام کا پروانہ نہیں تھما دیا بلکہ اس نے اپنے وہی REALIST یا مصلح اکبر ہونے کی رعایت سے، ہر پھوڑے پھنسی کے لئے الگ الگ نشتر، الگ الگ آپریشن بھی تجویز کر دیئے۔ البتہ ثبوت جرم کا معیار بہت اونچا کر دیا۔ یہ نہیں کہ ادھر شبہ پیدا ہوا، ادھر سزا ٹھونک دی گئی۔

فطرت بشری جب تک اپنی موجودہ کمزوریوں کے ساتھ قائم ہے اور انسان کے خون فاسد میں گردش کر رہی ہے، مہر کے ساتھ قہر کی اور شاباش کی تسلیوں کے ساتھ تادیب کی گوشمالیوں کی حکیمانہ آمیزش لازمی ہی نہیں، عین رحمت و شفقت ہی کے مطالبہ کا پورا کرنا ہے۔ جس پاک ذات اور پاک صفات ہستی نے نہ صرف اپنی ان تعلیمات کے ذریعہ سے دنیا کو نمونۂ جنت بنا دینا چاہا بلکہ ۲۲، ۲۳ سال کے حیرت انگیز حد تک قلیل وقفہ میں ان کی عملی جھلک بھی اپنے وطن میں دکھا دی تھی اور کئی لاکھ مربع میل پر عدل و فضل، مہر و شفقت کی علمداری، دوست دشمن سب کی آنکھوں کے سامنے قائم کرا دی تھی، آج تاریخ روایت مشہور کے مطابق اسی کی پیدائش کی ہے، لیکن اگر قرآن نے یہ بھی کہا ہوتا، جب بھی ان کارناموں سے واقف ہو جانے کے بعد عقلِ سلیم خود ہی سوال کرتی ہے کہ اگر اسے رحمت اللعالمین نہ کہئے تو آخر کیا کہہ کر پکاریئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

◉